ہمارے تعلیمی اداروں میں کتاب اور کتب خانے

مولانا ساجد احمد صدوی

بھارت سے جنگ:

حریف ملک سے دوستی تو اب پکی ہوگئی! کیونکہ ہم نے اپنی جدوجہد آزادی نام نہاد انتہاء پسندی کی نذر کردی۔ زمینی سرحدوں کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی۔ روشن خیالی کے نام پر بے حیائی، بے راہ روی اور مغرب پسندی کے فروغ وبقاء کے لیے فوج کشی کی نئی طرح ڈالی، حکمران انتہاء پسندی کا نام لے کر غیرت مند مسلمانوں کو ختم کرنے میں صف اول کا کردار ادا کرنے پر خوش ہیں۔

باقی رہی علم کی، کتاب کی جنگ تو حریف اس میں بہت پہلے بازی لے چکا ہے۔ بھارت سے سب کچھ برآمد کیا جاتا ہے، وہاں کی گندی ثقافت بآسانی منتقل ہوجاتی ہے، مگر ایک چیز بالکل لائق نقل وحمل نہیں، کتاب! دونوں جانب کے کتنے ہی محققین، اہلِ علم ودانش ایسے ہیں جو یہ کہتے کہتے تھک چکے "پاکستان سے کتابوں، رسالوں کی برآمد کیسے ممکن ہو"، "بھارت سے فلاں فلاں رسالہ کتاب کیونکر حاصل ہو"۔

"نیشنل میوزیم آف پاکستان" کا تو حال سن لیا، اب حریف ملک میں صوبائی سطح پر بنائی گئی ایک پبلک لائبریری کا بھی پڑھیے۔ پاکستانی شناخت رکھنے والے رضا علی ہی کے قلم سے۔

موصوف نے نے "انہیں خدا بخشے" کے دلآویز عنوان کے تحت لکھا ہے:

"جب کہیں اجاڑ موسم آتا ہے تو پرندے وہاں سے بہت دور چلے جاتے ہیں۔ کچھ یہی حال کتابوں کا ہے۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو کہ جب تاتاریوں نے بغداد کو لوٹا تو وہاں کی کتابیں ٹونک تک پہنچیں اور جب عیسائیوں نے قرطبہ پر دھاوا بولا تو وہاں کی کتابیں پٹنہ تک گئیں......

ایک صاحب تھے، خدا بخش، علم وادب پر ان کے اتنے احسانات ہیں کہ دل سے ان کے لئے یہی صدا نکلتی ہے کہ خدا بخشے۔ ان کے والد جب انتقال کرنے لگے تو ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک ہزار چار سو کتابیں بیٹے کے حوالے کر گئے اور کہہ گئے کہ جوں ہی حالات اجازت دیں،

ان کتابوں کو عوام کے لیے کھول دینا۔

خدا ایسی کتابیں اور ایسے بیٹے سب کو دے۔

خدا بخش علم کے اس خزانے میں نئے نئے جواہر بھرتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس چار ہزار مخطوطے جمع ہو گئے۔ اب یہ کھیتی پک کر تیار تھی۔ بیٹے نے باپ کا خواب پورا کر دکھایا۔ ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو یہ کتب خانہ وقف قرار پایا......

بانکی پور کے بارونق علاقے میں وہ آج بھی خدا بخش لائبریری کے نام سے ماضی کی عظمتوں کا مینارہ بنی کھڑی ہے اور اس کی کرنیں کہاں کہاں نہیں بکھری ہیں"۔ (۱۷)

ایک زندہ کتب خانہ:

عابدی نیشنل میوزیم گئے، سندھ، پنجاب کی بیسیوں لائبریریوں اور تحقیقی اداروں میں گئے، مخطوطات، مطبوعات کے ذخائر دیکھے۔ مگر کہیں اس کا دل لگا نہیں وہ ہر جگہ اداس رہے۔ بے اطمینان رہے، مگر ایک جگہ وہ ایسی بھی دیکھنے گئے کہ ساری تھکاوٹ دور ہو گئی، وہاں جا کر سکون ملا، اطمینان کا سانس لیا۔ کتابوں کے شاندار ماضی اور بہتر مستقبل کی واضح علامتیں دیکھ کر وہ خوش ہوئے۔ افسوس کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نہیں۔

رضا علی اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"تو یہ ہے ایک جیتے جاگتے، پھلتے پھولتے کتب خانے کا احوال...... میں جس روز وہاں پہنچا، بہت بڑے عملے کو مصروف پایا، کہیں تحقیق ہو رہی تھی۔ کہیں اشارتی کارڈ بن رہے تھے، کہیں زیروکس کاپیاں اور مائکرو فلمیں بنائی جا رہی تھیں اور کہیں خوشنویس بیٹھے پرانی دستاویزوں کی نقلیں اتار رہے تھے۔ ایک شعبے میں جلد بندی ہو رہی تھی۔ ایک گوشے میں ناقص کاغذوں کو موسم کے اثرات اور کیڑے مکوڑوں سے بچانے کے لئے کیمیاوی عمل جاری تھا۔

خلیج کے علاقے سے ایک بزرگ تشریف لائے تھے جو زکوٰۃ پر اتھارٹی ہیں، وہ قدیم کتابوں کا مطالعہ کر رہے تھے۔ کتب خانہ قارئین سے بھرا ہوا تھا، اور ہر طرف زندگی کے آثار اور ہر سمت چہل پہل تھی۔ یہ تو تھی زمین کی صورت حال، آسمانوں تک میری نگاہ تو نہیں پہنچی مگر مجھے محسوس ہوا کہ وہاں کہیں خدا بخش کی روح مسرور ہو گی۔ خدا کے ہاں ایسے ہی لوگوں کی بخشش ہوتی ہے، مجھے یقین ہے!! (۱۸)

اس لائبریری میں کیسا شاندار ذخیرہ محفوظ ہے، بانکی پور میں یہ کتابیں کیسے جمع ہو گئیں؟ رضا علی لکھتے ہیں:

"پٹنہ کی خدا بخش لائبریری میں کتابیں اور خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہیں۔ یہ بنیادی طور

پر مخطوطات کی لائبریری ہے، خصوصاً عربی اور فارسی کا یہاں بے مثال ذخیرہ ہے، اس کتب خانے میں اردو، فارسی اور عربی کے پندرہ ہزار قلمی نسخے ہیں جن میں سے ابھی صرف آدھے نسخوں کی فہرستیں چھپی ہیں اور وہ دو چار نہیں، چونتیس ۳۴ جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور اشاعت کا یہ کام ابھی جاری ہے۔ اور نہ معلوم کتنے عرصے جاری رہے گا!

لیکن خدا بخش کے والد نے تو انہیں صرف چودہ سو ۱۴۰۰ کتابیں سونپی تھیں، پھر یہ پندرہ ہزار کیسے ہوگئیں؟ یہی سوال میں نے لائبریری کے ڈائریکٹر جناب رضا بیدار سے کیا تو کہنے لگے:

''یہ تو کچھ ایسا ہے کہ آدمی کو کسی بھی چیز کی لگن ہو، پیاس چاہئے انسان کو۔ شدت کی پیاس ہو تو شاید کنواں بھی پیاسے کے پاس آجائے۔ یہ مثال کم سے کم ہمارے لئے تو سچ ثابت ہوئی۔ کہ خدا بخش کے پاس کتابیں کھنچی چلی آتی تھیں۔

انہوں نے یہ بھی کیا کہ ایک عرب کو ملازم رکھا، جسے اس زمانے میں وہ پچاس روپیہ مہینہ دیتے تھے۔ انیسویں صدی کے اواخر میں پچاس روپے بہت بڑی رقم تھی۔ وہ شخص ڈھونڈ ڈھونڈ کر کتابیں لاتا تھا اور اطلاعیں دیتا تھا کہ فلاں جگہ کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ آپ خود خط و کتابت کر لیجئے۔ یہ اطلاع ہے۔

تو اس طرح مصر، حجاز، ایران و عراق سے کتابیں ان کو ملتی تھیں، ہندوستان بھر سے کتابیں ملتی تھیں۔ ان کی کتابیں ایک بار چوری ہوگئیں۔ کتاب فروش کے ہاں پہنچیں۔ اس نے ان کو اطلاع دی کہ ہمارے پاس کچھ کتابیں بکنے آئی ہیں۔ آپ خریدیں گے؟ اس طرح وہ کتابیں پھر ان کے ہاں پہنچ گئیں اگرچہ قیمتاً پہنچیں'' (۱۹)

لائبریری کی خدمات کا مختصر تعارف نامور ادیب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی زبانی یوں کرایا ہے:

''اس وقت کتب خانہ جو سب سے اچھا کام کر رہا ہے وہ ہے ''خدا بخش لائبریری'' بانکی پور، پٹنہ، جس کے ڈائریکٹر ہیں عابد رضا بیدار صاحب۔ بڑی محنت سے، بڑے سلیقے سے، بڑی کوشش سے، بڑی لگن سے انہوں نے اہتمام کرایا ہے۔

پرانی چیزوں میں سے بعض بعض کو چھاپ بھی رہے ہیں۔ سال میں ایک دو مرتبہ وہ خاص مشاہیر کو بلا کر ان کے توسیعی خطبات بھی کراتے ہیں اور خدا بخش جرنل کا بھی انہوں نے اجراء کیا ہے، جو بھی ملکی، غیر ملکی اسکالر ہندوستان سے، پاکستان سے، مغرب کے یورپی ملکوں سے یا امریکہ سے یا روس سے وہاں پہنچتا ہے، اس کی وہ ہر ممکن مدد کرتے ہیں''۔ (۲۰)

قدر دان کتب خانوں کے قدر دان:

جب کوئی درس گاہ، کتاب گھر اور لائبریری علم وفن کی خدمت کر رہی ہو، آنے والے شائقین کی بہتر رہنمائی اوران کے ساتھ تعاون کا برتاؤ کرتی ہو، کتابی ذخیرہ کی حفاظت اور اشاعت پر بھی بھرپور توجہ دے رہی ہو۔ وہاں کے ذمہ دار افراد اور دیگر عملہ کتابوں کا قدردان، صاحبانِ علم وفن کے ساتھ مخلص ہو۔ تو اہل علم بھی ایسی درسگاہ اور لائبریری کے خوب قدر دان ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس توقیر اور عزت افزائی کا برملا اظہار بھی کرتے ہیں۔

یہی محبت، قدردانی ''خدابخش لائبریری'' کے حصے میں آئی۔ اہل علم نے اس باوقار اور علم پرور لائبریری کی بھرپور انداز سے قدر افزائی کی، عابدی بیان کرتے ہیں۔

> ''علومِ مشرقی کے اس کتب خانے نے جو شاندار روایات قائم کی ہیں۔ ان کا اسے صلہ بھی خوب ملا اور نہ جانے کتنے بزرگ وصیت کر گئے کہ ان کی کتابوں کے ذخیرے ''خدابخش لائبریری'' کو دے دیئے جائیں، یا پھر ان کے پس ماندگان نے ان کے ذخیرے اس کتب خانے کو پہنچا دیئے اور ظاہر ہے کہ اس کام کا ثواب کہاں کہاں تک پہنچا ہوگا۔
>
> آرہ کے ڈاکٹر رشید الدین مرحوم، پٹنہ کے ڈاکٹر اختر اورینوی مرحوم اور سابق وزیر تعلیم سر فخر الدین مرحوم کی کتابوں کے ذخیرے اس کتب خانے کو مل گئے۔ قاضی عبدالودود صاحب نے اپنی چھ سات ہزار تحقیقی کتابیں اس لائبریری کو دے دیں۔ (۲۱)

مغرب کی تبدیلی کا راز:

مغرب نے انسانی، اخلاقی اور تہذیبی حدود و پابندیوں کو پامال کیا، ان پابندیوں کی حوصلہ افزائی کرنے والے رشتوں کو بھی توڑ ڈالا۔ مادر پدر آزاد معاشرت کی داغ بیل ڈالی، افسردگی، بے چینی، اخلاق باختگی اور جنسی بیماریاں مغرب کے انسان کو بدلے میں ملیں۔ اولاد کا سلسلہ منقطع ہوا، بے بی کیئر سنٹر اور اولڈ نرسنگ ہومز جیسے ننگِ انسانیت مراکز قائم ہوئے۔ غرض اباحیت پسندی نے مغرب کے انسان کو بری طرح مارا۔

حالانکہ اس طرح کا زبوں حال معاشرہ کوئی تعمیری کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتا! مگر اس کے باوجود مغرب میں صنعت وحرفت اور معیشت واقتصادیت کے میدانوں میں قابل ذکر کام ہوئے۔ اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

پروپیگنڈے، طاقت ور میڈیا اور کرایہ دار مغرب پسندوں کے بل بوتے پر وہ آگے بڑھے اور تین چوتھائی دنیا پر حکومت کرنے والوں کو پیچھے چھوڑا۔ اور نہ صرف یہ کہ ان کو پیچھے چھوڑا بلکہ آگے بڑھنے سے روکنے کے لیے سخت تشدد، ذلت آمیز اور ہر طرح کا وحشیانہ طرزِ عمل بھی روا رکھا۔ مسلمانوں کے مال وزر کو دن دیہاڑے لوٹا، ان کے

وسائل پر قبضہ جمانے کے لیے نہایت اخلاق سوزی اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ برصغیر پاک و ہند، فلسطین، شام، عراق، مصر لیبیا، اسپین، الجزائر، اور تیونس کی تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔

صنعت و حرفت ہو چاہے معیشت و اقتصادیت، ایجاد و اختراع کا سہرا مسلمانوں ہی کے سر ہے۔ مغرب نے صرف پرانی چیزوں پر ریسرچ کے عمل کو آگے بڑھایا۔ نام اور شکلیں بدل بدل کر کے دنیا کے سامنے پیش کیں۔ مغرب نے اتنا کام کیسے کیا؛ حالانکہ وہاں وحشت اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ یہ ایک راز ہے جو ہمارے حکمرانوں، پالیسی سازوں اور بااثر شخصیات پر نہیں کھلا، ان کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ایک زبوں حال اور زوال پذیر معاشرے نے کیسے اپنے آپ کو سنبھالا، اور اقوامِ عالم میں نہ صرف اپنا وجود باقی رکھا؛ بلکہ جداگانہ شناخت بھی قائم کی؟

یہ راز ''کتاب'' میں مخفی ہے، مغرب نے اپنا رشتہ ''کتاب'' سے استوار کیا۔ انہوں نے سارے رشتے ناطے توڑ ڈالے مگر کتاب سے نہیں۔ آج اگر وہ اپنی جداگانہ شناخت رکھتے ہیں تو صرف اس وجہ سے کہ علم وفن کی اس ابتداء وانتہاء کے ساتھ ان کا تعلق مضبوط ہے، وہ اس کی قدر کو جانتے ہیں۔ اور اس کا پاس ولحاظ رکھتے ہیں۔

یورپ وامریکہ میں قائم لائبریریوں، تحقیقی مراکز، ان کی ان گنت خدمات، کتابوں کے بیش قیمت ذخائر اور پبلشنگ اداروں کی بہتات کو جب کوئی ''کتاب شناس'' دیکھتا ہے، تو اس بات کی گواہی دینے پر مجبور ہوتا ہے کہ جو قوم کتاب کی عظمت کا خیال رکھتی ہو؛ اس کا احترام کرتی ہو اور اپنا علمی و مطالعاتی رشتہ برقرار رکھتی ہو، کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔

قرآن و حدیث ہو چاہے فقہ و سیرت، صرف ونحو ہو چاہے معانی و بلاغت، منطق و فلسفہ ہو چاہے طب و فلکیات، یا دیگر صنعتی فنون، کوئی میدان ایسا نہیں چھوڑا، جس میں انہوں نے اپنے طور سے، اپنے ہی طرز و انداز کے ساتھ اور اپنے ہی فائدہ کی خاطر، مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لیے جولانیاں نہ کی ہوں۔ یونیورسٹیوں کی سطح پر تو کام ہوتا ہی تھا۔ مستقل ادارے بھی قائم کیے۔ جہاں اسلامی علوم وفنون پر مسلمانوں کی زندگی اور تاریخ پر ریسرچ کیا جاتا ہے، لوگوں کو تربیت دی جاتی ہے، اس طرح وہ لوگ اپنے کام و مطلب کی چیزیں نکال نکال کر دنیا کے سامنے لاتے ہیں۔ کبھی اس سے الحاد کا بازار گرم کرتے ہیں، کبھی عیسائیت کا پرچار کرتے ہیں، کبھی تشکیک سے فضا کو مسموم بنا دیتے ہیں تو کبھی توہین و تحقیر پر اتر آتے ہیں!

مغرب کی لائبریریاں:

مسلمانوں کا بھی ایک زریں عہد تھا جو گزر چکا، جب حجاز مقدس، یمن، شام، عراق، مغرب، اندلس، مصر اور فارس میں علم کے چشمے بہہ رہے تھے۔ ہر طرف علم وفن کا دور دورہ تھا، کتاب کے چرچے تھے، آج کتابوں کی وہ دولت اسلامی ممالک سے نکل کر مغرب کی لائبریریوں کی زینت بنی ہوئی ہے!

یورپ وامریکہ میں بنائی گئی لائبریریوں کی عمریں کم ہیں؛ مگر اس کے باوجود وہ کتابوں سے اٹی ہوئی ہیں۔ دنیا جہاں کے موضوعات پر بیش قیمت ذخائر محفوظ ہیں۔ اور صرف محفوظ ہی نہیں وہاں زندگی کے آثار بھی بہت نمایاں ہیں۔ لائبریریوں میں آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، باذوق سلیقہ مند لائبریرین ہر آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں، اور اس کے ساتھ بھرپور علمی تعاون کرتے ہیں، علم وفن کی اس گرم بازاری میں دنیا نئی نئی تحقیقات، سہولیات اور مصنوعات سے روشناس ہوتی جارہی ہے۔

کانگریس لائبریری:

واشنگٹن میں ''لائبریری آف کانگریس'' کے نام سے ایک عظیم الشان لائبریری ہے، جو ۱۸۰۰ء میں قائم کی گئی ہے۔ یہ لائبریری دو دفعہ ۱۸۱۴ء اور ۱۸۵۱ء میں آگ کی نذر ہو چکی ہے؛ مگر اس کے باوجود لائبریری میں اس وقت بھی ایک سو پندرہ ملین مختلف نوعیت کا مواد موجود ہے۔ جو دنیا کی 400 زبانوں اور پینتیس رسم الخط میں ہے۔ اس لائبریری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اب تک انسان نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس موضوع پر مواد اس لائبریری میں موجود ہے۔ (۲۲)

یہ لائبریری صبح ساڑھے آٹھ بجے سے رات ساڑھے نو بجے تک کھلی رہتی ہے۔ اتوار کے روز بھی دن ایک بجے سے لے کر شام پانچ بجے تک خدمات فراہم کرتی ہے۔ لائبریری میں گائڈ بک اور لائبریری معلومات سے متعلق کتابچے مفت دستیاب ہوتے ہیں، ساتھ ہی جرمن، جاپانی اور فرانسیسی زبان میں ترجمے والے کتابچے بھی رکھے جاتے ہیں۔ لائبریری میں کیفے ٹیریا، ٹیلی فون اور لفٹ کی سہولت میسر ہے۔

البتہ آنے والوں کی سہولت کی خاطر معمولی خرچ کا بھی کوئی تعارفی کتابچہ عربی اور اردو میں فراہم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی؛ حالانکہ بولنے والوں کی تعداد کے اعتبار سے یہ دنیا کی سب سے بڑی زبانیں کہلائی جاتی ہیں! مغرب والوں سے کیا گلہ کیا شکوہ کریں کیا ''نیشنل لائبریری آف پاکستان'' میں بھی یہ سہولت میسر ہے؟ ویب سائٹ بھی قومی زبان میں نہیں بنائی گئی ہے، ورنہ ہی اردو میں کوئی معلومات اس پر موجود ہیں!

بیجنگ لائبریری:

بیجنگ میں قائم ''نیشنل لائبریری آف چائنا'' ایشیا کی ایک اہم لائبریری ہے۔ جس کی ابتداء ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ اُس وقت صرف آٹھ ہزار پانچ سو جلدیں لائبریری مواد میں شامل تھیں، جبکہ اس وقت یہاں پر دو کروڑ سے زائد والیوم، انیس ہزار جرائد کے تازہ شمارے، رسائل وجرائد کی نوے لاکھ کاپیاں، نو لاکھ چھپن ہزار مائیکروفلم اور سمعی بصری مواد موجود ہیں۔ یہ لائبریری سارا سال کھلی رہتی ہے اور اس کے بعض شعبے چوبیس ۲۴ گھنٹے خدمات فراہم کرتے ہیں۔ (۲۳)

ایگری کلچر لائبریری:

امریکی ریاست میری لینڈ میں واقع ''نیشنل ایگری کلچر لائبریری'' ایک قومی لائبریری ہے، جو زراعت اور زرعی سرگرمیوں کے سلسلے میں تکنیکی اور سائنسی معلومات مہیا کرتی ہے۔ یہ لائبریری ۱۸۶۳ء میں قائم ہوئی ہے۔ صرف ایک ہزار جلدیں قیام کے وقت مواد میں شامل تھیں؛ مگر اس وقت کتب خانے کا مواد اکیس لاکھ جلدوں پر مشتمل ہے، یہ لائبریری تعطیلات کے علاوہ روزانہ صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک کھلی رہتی ہے۔ (۲۴)

میڈیسن لائبریری:

''میری لینڈ'' ہی میں ''نیشنل لائبریری آف میڈیسن'' کے نام سے ایک قومی لائبریری ہے جو ۱۸۳۶ء میں قائم کی گئی تھی۔ مواد کے اعتبار سے یہ دنیا کی واحد لائبریری گنی جاتی ہے۔ جو صرف سائنس اور میڈیسن کے شعبے کی تحقیق کے لئے مختص ہے۔ اس وقت لائبریری میں باون لاکھ والیوم، اخبارات و جرائد موجود ہیں، جن میں میڈیسن اور صحت عامہ سے متعلق بے شمار مقالے ہیں۔ چھ لاکھ والیم کا ایسا ذخیرہ بھی لائبریری میں موجود ہے جو صرف طبی تاریخ کا احاطہ کرتا ہے۔ ان کے علاوہ میڈیسن پر ڈھائی لاکھ مخطوطات، ساٹھ ہزار پرنٹس اور تصاویر بھی موجود ہیں، لائبریری پیر تا جمعہ روزانہ صبح ساڑھے آٹھ بجے سے رات نو بجے تک اپنی خدمات فراہم کرتی ہے۔ (۲۵)

ویتنامیوں کا عزم و حوصلہ:

انسانی حقوق، امن اور انصاف کے شیدائیوں کے ہاتھوں جو قومیں اور ملک تباہ و برباد ہوئے ان میں ''ویتنام'' کا نام کافی شہرت رکھتا ہے، استعماری طاقتیں ہمیشہ سے نظریاتی جنگ میں اس قسم کے دلکش مگر پرفریب نعرے لگاتے رہے ہیں۔ جس سے ایک طرف وہ اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں تو دوسری طرف مظلوم کی آواز کو اور اس کی سسکیوں کو بھی بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آج بھی غدارانِ قوم و وطن ان نعروں کو اپنی گفتگو کا حصہ بنا کر عوام کی سوچ کو بدلنا چاہتے ہیں، ان کو عقل نہیں ورنہ چنگاریوں کو سلگا رہے ہیں۔ تاریخ نے ہمیشہ ایسے ابن العلقمی اور میر جعفروں کو غداران کے جلی حروف سے شناخت کیا ہے اور رہتی دنیا تک ان کو نفرت اور لعنت کی مثالیں بنا کر پیش کیا ہے۔

ویتنامیوں نے ہمت نہ ہاری اور جبر واستبداد کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے، پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ عزم و حوصلہ کتنی بڑی طاقت ہے! تعجب ہے ان مسلمانوں پر جو استعماریوں کے ساتھ ساز باز کر کے اپنی قد کاٹھ اونچا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، عذر معذرت کی راہ اختیار کر کے درحقیقت وہ منافق کی شکل میں اپنی شناخت باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ سادگی کی بھی انتہاء کہ استعماری طاقتوں کو وہ معقول، منطقی بات کر کے نہایت معصومانہ انداز میں جواب دیتے ہیں۔ کیا استعمار نے بھی کبھی عدل وانصاف اور منطقی بات تسلیم کی ہے؟

تباہ حالی کے باوجود ویتنامیوں نے ہمت نہ ہاری اور ہنوئی میں ''نیشنل لائبریری آف ویتنام'' کے نام سے ایک عظیم لائبریری قائم کی۔۱۹۵۴ء میں ویتنام کی تقسیم کے وقت لائبریری میں ایک لاکھ پچپن ہزار کتابیں اور دو ہزار تین سو کے قریب رسائل وجرائد موجود تھے۔ان میں زیادہ تر کتابیں فرانسیسی زبان میں تھیں،سترہ ہزار کتابیں ویتنامی اور بقیہ چینی اور ہندوستانی زبانوں میں تھیں؛لیکن تقسیم کے بعد صرف ایک ایک لاکھ بیس ہزار والیوم کا مواد لائبریری میں بچ گیا۔ فرانسیسی جاتے جاتے صندوقوں میں بھر بھر کر کتابوں اور مخطوطات کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے ساتھ لے اُڑے۔

اس کے باوجود آج اس لائبریری میں بارہ لاکھ والیوم اور ستر ہزار مجلد رسائل و جرائد موجود ہیں۔۱۹۵۴ء میں لائبریری مواد کے نقصان کے باوجود اب بھی لائبریری میں ویتنام پر خصوصا اور چین و ہندوستان پر عموما اہم اور نایاب مواد موجود ہے۔یونیورسٹی سے فارغ التحصیل افراد اس لائبریری سے استفادہ کر سکتے ہیں۔انڈر گریجویٹ افراد بھی تحقیقی غرض سے عارضی طور پر لائبریری استعمال کر سکتے ہیں۔مطالعاتی وفود کا خیر مقدم کیا جاتا ہے ان کے لئے اپنی آمد کی پیشگی اطلاع دینا ضروری ہے۔لائبریری سرکاری تعطیلات کے علاوہ روزانہ صبح آٹھ بجے سے رات نو بجے تک کھلی رہتی ہے۔ (۲۶)

کتاب کی نئی دنیا:

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں،اس میں کتاب اور کتب خانوں کے حوالے سے غیر معمولی تبدیلیاں عمل میں لائی گئی ہیں۔کتاب سے استفادہ،اس کی فراہمی اور حصول کو آسان سے آسان تر بنانے کی کوششیں برابر جاری ہیں۔ لائبریریوں کے مواد کو نہ صرف بہتر طریقہ سے ترتیب دے کر کمپیوٹرائزڈ کیا گیا ہے،جس سے کتاب تک رسائی بہت آسان ہو جاتی ہے؛بلکہ بڑی بڑی اہم اور نایاب کتابوں کو بھی کمپوزنگ کرا کر عام مطالعے کے لیے فراہم کیا گیا ہے، اور اب تو اس میں ایک درجہ اور ترقی ہو گئی ہے،قدیم،نادر و نایاب مخطوطات کو اسکین کرا کر انٹرنیٹ پر دیئے جا رہے ہیں۔ان کی سیڈیز بنا کر فراہم کی جاتی ہیں۔

عرب ممالک میں بھی اس حوالے سے گہما گہمی پائی جاتی ہے،تمام بڑی اور اہم لائبریریوں کی فہرستیں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔مصر کی قومی لائبریری''دار الكتب المصرية''ازہر یونیورسٹی کی لائبریری،یونیورسٹی آف قاہرہ کی لائبریری،اسکندریہ لائبریری سب کی ویب سائٹس بنائی گئی ہیں،شام کی مشہور لائبریری''دار الكتب الظاهرية'' کو ''مكتبة الأسد الوطنية''کے نام سے نئی عمارت میں منتقل کر دیا گیا،اسی کے ساتھ دیگر چھوٹی بڑی لائبریریوں کے مواد کو بھی شامل کیا گیا،سعودیہ،عرب امارات،عراق،لبنان اور اردن میں نت نئے تجربات کئے جا رہے ہیں، کتاب کے حوالے سے بین الاقوامی کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے،سالانہ نمائشوں کا اہتمام کیا جاتا ہے،ویب سائٹس پر بہتر سے بہتر اور زود سے زود تر معلومات فراہم کرنے کے لئے نئے نئے طریقے ایجاد کئے جاتے ہیں۔

کتاب کی فراہمی اور کتاب سے استفادہ کی اس نئی عالمگیر مہم کے اندر ہر ترقی پسند قوم اپنے اپنے شعور وادراک اور

وسائل کی حد تک حصہ لے رہی ہے اور آگے بڑھنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے، مغرب پسند حکمرانوں نے وطن عزیز کی سالمیت کو کو بھی داؤ پر لگایا ہوا ہے۔ ایسے نازک وقت میں کتاب اور کتب خانوں سے وابستگی کی باتیں کرنا بھی شاید بہت سارے لوگوں پر گراں گذرے۔ وہ اس موضوع کو حالات سے جی چرانے کا آسان ذریعہ فراہم کرنا تصور کرینگے۔ مگر یاد رہے جو قومیں اپنی شناخت باقی رکھنا چاہتی ہوں۔ وہ امن ہو یا جنگ ہر حال میں اس کے لیے کوشاں رہتی ہیں۔

عراقیوں کی ہمت اور قربانی:

زیادہ دور اور دیر کی بات نہیں۔ ابھی چند برس پہلے جب ایک برادر اسلامی ملک کے ڈکٹیٹر نے استعماریوں کی ناز برداریاں کر کر کے لال مسجد کو خون سے رنگنے والے صاحب کی طرح بین الاقوامی ایجنٹ اور ٹٹو کا عوامی خطاب پایا، اور سب کچھ داؤ پر لگانے کے بعد بھی جب اس کی ضرورت باقی نہ رہی تو نہایت ذلت آمیز طریقہ سے اس کو رخصت کر دیا۔ اس عالمی امن مہم کے دوران استعماریوں نے ان تمام قومی اداروں پر نظریں جمائے رکھی تھیں۔ جہاں کتابوں کے ذخائر، قومی دستاویزات، عراقی عوام کی تحقیق اور مطالعے پر مشتمل مقالات، کتابیں اور قدیم نوادرات محفوظ تھیں۔ انہوں نے عراق کی اس متاع گرانمایہ کو لوٹنے کی بھتیری کوششیں کیں۔

مگر آفرین ہو عراقی عوام کو، جنہوں نے نہایت صبر، پامردی کا مظاہرہ کر کے حالت جنگ میں بھی اس ذخیرے کو دشمن کے ہاتھ لگنے سے بچائے رکھا۔ اور خود عوامی سطح پر کسی طمع، لالچ کے بغیر ان کی حفاظت، نگرانی کا اہتمام کیا۔ قیمتی نوادرات کو صندوقوں میں بھر بھر کر تہہ خانوں کے اندر چھپایا۔ اور نہایت رازداری اور پھرتی کے ساتھ یہ سب کام کر گئے۔ (۲۷)

یہ ایک لائبریری کی بات نہیں، بیسیوں مقامات پر جہاں بڑی اور قومی لائبریریاں، آرکائیوز قائم تھے۔ لوگوں نے عزت و عصمت کی طرح اس قومی اثاثے کی حفاظت کی؛ کیونکہ عراقی قوم جانتی ہے کہ اس ذخیرے کا عراق کے بہتر مستقبل اور تعمیر نو میں کردار کیا ہوگا؟

حوالہ جات اور کتابیات

(۱۷) ایضا، صفحہ: ۵۶،۵۵، بعنوان: انہیں خدا بخشے۔
(۱۸) ایضا، صفحہ: ۶۲،۶۱۔
(۱۹) ایضا، صفحہ: ۵۷،۵۶۔
(۲۰) ایضا، صفحہ: ۵۶۔
(۲۱) ایضا، صفحہ: ۶۱،۶۰۔
(۲۲) دنیا کے سو عظیم کتب خانے، از اقرار حسین شیخ، حاجی داد، صفحہ: ۴۰ تا ۴۲، ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، سن اشاعت: ۲۰۰۳ء۔
(۲۳) ایضا، صفحہ: ۱۳۴۔
(۲۴) ایضا، صفحہ: ۴۴،۴۳۔
(۲۵) ایضا، صفحہ: ۴۶،۴۵۔
(۲۶) ایضا، صفحہ: ۲۲۰۔
(۲۷) عراق کے کتب خانے اور امریکی استعمار، ڈاکٹر ماہر یاسین الفحل، ترجمہ: ساجد احمد صدوی، (غیر مطبوعہ)

............☆☆☆............